60013 ـ عتیرہ اور اس کاحکم

سوال

عتیرہ كیا چیز اور اس كا حكم كیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

العتیرہ وہ ذبیحہ ہے جو اہل جاہلیت رجب كے مہینہ میں ذبح كیا كرتے تھے، اور انہوں نے اسے اپنے درمیان ذبح كرنا سنت اور طریقہ بنا لیا تھا، جس طرح كہ ہم عید الاضحى پر قربانى كرتے ہیں.

اور اس كے حكم میں علماء كرام كا اختلاف پایا جاتا ہے، ان كے اختلاف كا سبب اس سلسلہ میں وارد احادیث میں اختلاف ہے، كچھ احادیث میں اس كا حكم دیا گیا ہے اور كچھ ایسى احادیث ہیں جن میں اس كى رخصت دى گئى ہے، اور كچھ احادیث میں اس سے منع كیا گیا ہے.

لیكن علماء كرام كے صحیح اقوال ـ جیسا كہ آگے بیان ہو گیا ـ كے مطابق جن احادیث میں اس كا حكم اور رخصت دى گئى تو یہ ابتدائى دور میں تھا، پھر نبى كریم صلى اللہ علیہ وسلم نے اس كى ممانعت كر دى.

اس كے حكم میں علماء كرام كے كئى ایك اقوال ہیں:

پہلا قول:

امام شافعى رحمہ اللہ كے قول كے مطابق یہ سنت مستحبہ ہے، انہوں نے درج ذیل دلائل سے استدلال كیا ہے:

1 ـ مسند احمد اور سنن نسائى میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروى ہے كہ نبى كریم صلى اللہ علیہ وسلم سے العتیرہ كے متعلق سوال كیا گیا تو آپ نے فرمایا:

عتیرہ حق ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (6674) سنن نسائى حدیث نمبر (4225) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نبر (4122) میں اس حدیث كو حسن قرار دیا ہے.

2 ـ مسند احمد اور سنن ترمذی میں مخنف بن سلیم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

ہم نبیکریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفہ میں وقوف کر رہے تھے تو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا:

" لوگو ہر گھر والے پر ہر سال قربانی اور عتیرہ ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے ؟

یہ وہی ہے جسے تم رجبیہ کا نام دیتے ہو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2788) سنن ترمذی حدیث نمبر (1518) علامہ البانی رحمہ اللہ نےصحیح ابو داود میں اسے حسن قرار دیا ہے.

3 ـ امام نسائی نے حارث بن عمرو سے بیان کیا ہے کہ ایك شخص نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم العتائر کیا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

" جو چاہے عتیرہ ذبح کرے، اور جو چاہے نہ کرے "

سنن نسائی حدیث نمبر (4226) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف سنن نسائی میں اسے ضعیف قرار دیا ہے.

دیکھیں: المجموع (8 / 445 ـ 446).

دوسرا قول:

یہ مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے، بعض شافعی اس کے قائل ہیں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المجموع میں بیان کیا ہے.

دیکھیں: المجموع (8 / 446).

تیسرا قول:

یہ مکروہ ہے کیونکہ نبیکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سےمنع فرمایا ہے، اور بعض اسے حرام اور باطل قرا دیتے ہیں.

ان کا کہنا ہے: رخصت اور حکم والی احادیث ابتدائی دور کی ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا تو یہ منسوخ ہو گیا ہے.

امام نووی رحمہ اللہ نے قاضی عیاض سے یہ قول نقل کیا ہے کہ:

" جمہور علماء کرام کے ہاں عتیرہ کا حکم منسوخ ہے "

دیکھیں: شرح مسلم (13 / 137).

اس کی حرمت پر انہوں نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

1 ـ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نہ تو فرع ہے اور نہ ہی عتیرہ "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5474) صحیح مسلم حدیث نمبر (1976).

الفرع اونٹنی کے سب سے پہلے بچے کو کہتے ہیں جو وہ اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے.

2 ـ العتیرہ جاہلیت والوں کا عمل تھا اور جاہلیت کے لوگوں کی عبادت میں ان کی مشابہت کرنی جائز نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (4031) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر (1269) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

العتیرہ کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی احادیث ذکر کرنے کے بعد ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابن منذر ـ العتیرہ والی احادیث ذکر کرنے کے بعد ـ رحمہ اللہ کہتے ہیں: عرب دور جاہلیت میں یہ عمل کیا کرتے تھے، اوربعض اہل اسلام نے بھی یہ عمل کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کا حکم دیا، پھر اس سے روک دیا اور فرمایا:

" نہ تو فرع ہے اور نہ ہی عتیرہ "

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں سے منع کرنا تھا کہ لوگ اس دونوں سے رك گئے، اور یہ تو معلوم ہے کہ نہی اور ممانعت اس وقت ہوتی ہے جب وہ عمل کیا جاتا رہا ہو، ہمارے علم میں نہیں کہ کوئی بھی اہل علم یہ کہتا ہو کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان دونوں سے منع کیا اور پھر ان کی اجازت دے دی، ممانعت سے قبل اس پر عمل ہوتا تھا اس کی دلیل نبیشہ کی حدیث میں یہ قول ہے:

" ہم جاہلیت میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے، اور جاہلیت میں فرع بھی کیا کرتے تھے "

اور مختلف علاقوں کے علماء کرام کا اجماع اور اس کا عدم استعمال ان دونوں کے حکم میں وقوف ہے، اس کے ساتھ اس کی نہی کا ثبوت اس کا بیان ہے جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں " انتہی.

اور الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ اپنے فتاوی جات میں بالجزم عتیرہ کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

" نہ تو فرع ہے اور نہ ہی عتیرہ "

اس سے اب میں جو سمجھ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ حرمت کے بہت قریب ہے.

اور نفی بطلان کا فائدہ دیتی ہے، جیس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" نہ تو عدوی ہے اور نہ ہی طیرہ "

تو کیا " نہ تو فرع ہے اور نہ عتیرہ "

اس کا ابطال نہیں ہو گا ؟!

یہ اس دلالت کے ساتھ کہ:

" جس کسی نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتی تو وہ اسی میں سے ہے "

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی مشابہت سے منع کر دیا.

پھر یہ تو عبادات میں ہے، اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ عبادات توقیفی ہوتی ہیں، تو اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نفی نہ بھی کرتے تو پھر یہ ممنوع تھا، کیونکہ جاہلیت کے سارے امور ممنوع ہیں، اس میں سے ہر ایک کی ممانعت کے لیے علیحدہ نص کی ضرورت نہیں.

اور بعض علماء نے اس کے مکروہ ہونے کی صراحت بیان کی ہے، اور ہم جو سمجھتے ہیں وہ حرام ہے، اور یہ اس مناسبت سے حرام ہے کہ انہوں نے اونٹنی کا پہلا بچہ اور رجب کے پہلے دس ایام میں ذبح کرنا مخصوص کر لیا،

لیکن اگر وہ جو جاہلیت والے اپنے معبودوں کے لیے کیا کرتے تھے تو وہ شرک ہے " انتہی بتصرف

دیکھیں: فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم (6 / 165).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

" نہ تو فرع ہے اور نہ عتیرہ "

اور ایک روایت میں ہے:

" نہ تو اسلام میں فرع ہے اور نہ ہی عتیرہ "

اسے اسلام کے ساتھ خاص کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہ دورجاہلیت کے اوصاف میں سے ہے، اس لیے بعض علماء کرام نے فرعہ کے خلاف عتیرہ کو مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ فرع سنت میں وارد ہے، لیکن العتیرہ تو خاص کر مکرہ ہو گا، یعنی رجب کے ابتدائی ایام میں ذبح کرنا، اور خاص کر جب اسے رجب کے شروع میں ذبح کیا جائے، اور لوگوں کے لیے یہ کہا گیا ہے اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ دل اس طرح کے افعال کی طرف مائل ہوتے ہیں.

تو ہو سکتا ہے یہ خیال پیدا ہو جائے کہ رجب کا مہینہ بھی ذوالحجہ کتطرح قربانی والا مہینہ ہے، اور لوگ اسے بڑی کثرت سے کرتے ہیں، تو یہ مناسک و مشاعر میں سے ایک شعار اور مظہر بن کرباقی رہ جائے، اور بلاشک و شبہ یہ ممنوع ہے.

چنانچہ میرے ہاں راجح یہ ہے کہ:

فرع میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ سنت میں یہ وارد ہے، لیکن عتیرہ کی کم از کم حالت مکروہ ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (7 / 325).

واللہ اعلم .